سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۵۸۹

کیا مرسلِ اعظمؐ اُمّی تھے؟

از
فخر الواعظین عالیجناب مولانا سید کرار حسین صاحب قبلہ دام مجدہٗ
واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت:- پچاس پیسے ۵۰

تعارف

جناب مولانا کا یہ گراں قدر مقالہ اس سے قبل سرفراز مورخہ ۹ر ۱۷ر اور ۲۵ر مئی سنہ ۱۹۶۹ء میں شایع ہو چکا ہے اور اب مولانا موصوف نے اس پر نظر ثانی کر کے ہم کو بغرض اشاعت مرحمت فرمایا ہے اور ہم امسال اس کو اپنے لٹریچر میں شامل کر کے بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افرادِ ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد برادرانِ وطن میں تقسیم کر کے عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ ۳

محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ

۷۸۶

کیا رسولِ اعظمؐ اُمّی تھے؟

دورِ جہالت] نت نئی ترقیوں کا سیلاب پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ تہذیب و تمدن کے بڑھتے ہوئے قدم افریقہ کے تاریک ترین خطوں تک پہنچ گئے اور علم کی تیز روشنی نے سوتے ہوئے انسانوں کو خوابِ جہالت سے نجات دلا دی۔ لیکن "تقلیدی مذاہب" کی دنیا اب بھی نہیں بدلی۔ وہاں کے زمین و آسمان وہی سیکڑوں برس پرانے جو پہلے تھے سو اب بھی ہیں۔ "آبائی عقائد کی بستیاں" اب بھی تیرہ و تار ہیں۔ جن کا خدا کل تین میں کا ایک تھا تو آج بھی ہے۔ جہاں مذہب میں عقل کو داخلہ کی اجازت کل نہیں تھی تو آج بھی نہیں ہے۔ بہتے دریا اور جھومتے درخت، اونچے نیچے پہاڑ اور بھڑکتے شعلے، چمکتی بجلیاں، گرجتے بادل، دودھ دیتی گائیں اور مستانہ رو ہاتھی۔ اگر یہ کل کے دورِ جہالت کے خدا تھے تو آج کی علمی دنیا میں بھی ہیں۔ غرض تصورات و توہمات نے جس جکڑ بند میں انسانوں کو مقید کر لیا تھا، ہزار ترقیوں کے باوجود آج بھی انسان اسی جکڑ بند میں ہے، ان مذاہب کی دنیا تک نہ ترقیوں کا سیلاب آیا، نہ علم کی روشنی آئی اور نہ فکر و شعور نے عقائد کی درستی کے لئے کوئی انقلابی قدم اٹھایا، اور اگر کسی غریب نے اس قسم کا اراده

کیا تو فوراً "دہریت" اور "بدعت و ارتداد" کا قلادہ اُس کے گلے میں ڈال کر اُس کو مذہب کی چہار دیواری کے باہر کر دیا گیا۔

غور و فکر کی دعوت

جن مذاہب میں سوچنے سمجھنے یا غور و فکر کی اجازت ہی نہیں ہے، کیوں اور کس لئے کا سوال ہی موجبِ کفر سمجھا گیا ہو، وہاں یہ سب کچھ ہو تو مضائقہ نہیں لیکن حیرت تو اس امر پر ہے کہ وہ اسلام جس کی آئینی کتاب قرآن مجید غور و فکر کی دعوت اور سوچ بچار پر زور دے اُس کے ماننے والے مسلمان بھی توہمات کی زنجیروں سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے :-

افلا یتدبرون القرآن ۵ ۸ ع

"کیا یہ لوگ قرآن میں بھی غور و فکر نہیں کرتے۔"

دوسرے مقام پر ذرا وحی کے لہجہ میں اور سختی آگئی ہے اور ارشاد ہوتا ہے :-

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا ۲۶/۶ ۷ ع

"کیا یہ لوگ قرآن مجید میں ذرا بھی غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔"

مسلمانوں کی بے عقلی

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے بھی عقل کو دیس نکالا دے دیا ہے اور اسی لئے سوادِ اعظم حضرات کے یہاں "حُسن و قبحِ اشیاء" کو شرعی تسلیم کر لیا

گیا ہے' اور اسی لئے خداوندِ عالم کو دونوں ہی کا خالق مان لیا گیا ہے' اور اسی لئے ان حضرات کے عقیدہ کے لحاظ سے قاتل و مقتول' ظالم و مظلوم دونوں ہی جنتی ہو سکتے ہیں' اور اسی لیے جناب امیرؑ بھی "کرم اللہ وجہ" اور معاویہ بھی "رضی اللہ عنہ" کے دعائیہ کلمات کے ساتھ یاد کئے جاتے ہیں۔

"مذہب اور مذہب کے اعتقادات جیسی اہم و عظیم چیز کے متعلق غزالی اور رازی کا فتویٰ ہے کہ اس مقام کو استدلال و عقلیات سے نہیں' بلکہ ذوق و وجدان سے طے کرو۔"

انھیں بے سر و پا اور غیر عاقلانہ باتوں پر مولانا ابوالکلام آزاد کو غصہ آیا چنانچہ دلیل و برہان اور عقل و منطق سے اعراض و انحراف کرنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"دلیل کے لئے صرف ایک ہی شے ضروری ہے یعنی وہ بلا کسی درمیانی فصل کے معاً دعویٰ کے بعد کہہ دی جائے۔ اب رہی یہ بات کہ اس میں اور دعویٰ میں ربط بھی ہو تو ایسا سمجھنا ایک خالص حماقت ہے جس میں بدبخت ارسطو گرفتار تھا اور کچھ ضروری نہیں کہ ہر انسان گرفتار ہو۔"

(طنزیات آزاد صـ۲۳)

یہ اور بات ہے کہ مولانا آزاد مرحوم بھی اپنے فرسودہ مذہبی عقائد کو بحال رکھنے کے لیے بحسب ضرورت عقل کی شمع کو وقتاً فوقتاً بجھاتے رہے لیکن بہر حال اُن کو بھی عقل کی ضرورت کا احساس ہے۔ قرآن کریم نے

اکثر مواقع پر کافرین اور منافقین کے لئے "لا یعقلون" اور "لا یفقہون" فرمایا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان دل و دماغ اور فکر و شعور پر عائد کردہ تمام پابندیوں کو اٹھادیں ورنہ اس امر کا شدید اندیشہ ہے کہ اُن کا شمار بھی "لا یعقلون" اور "لا یفقہون" میں ہو جائے گا۔

اسلام عاقلوں کا مذہب ہے

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا دیا ہوا قرآن جب غیروں کو عقل و فکر سے کام نہ لینے پر زجر و توبیخ کرتا ہے تو کیا اس کی امید کی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں سے اس سلسلے میں کوئی رعایت کرے گا۔ اسلامی احکام صرف اُن لوگوں پر عائد کئے گئے ہیں جو عقل و شعور سے بہرہ ور ہیں۔ بچوں اور دیوانوں پر اسلام نے کوئی تکلیف عائد نہیں کی ہے کیونکہ اسلام عاقلوں کا مذہب ہے۔ سغار اور حمقار کا نہیں۔

جاہلی عقیدہ کب تک؟

جن لوگوں کے نزدیک عقل سے کام لینا کفر نہیں ہے، مجھے صرف اُنھیں سے پوچھنا ہے کہ کیا اس ترقی اور علم کے دور میں بھی "عقائد کی چیستان" کو درست نہیں کیا جا سکتا — "انقلاب زندہ باد" کے نعرے مذہب کی بستیوں میں کیوں سنائی نہیں دیتے؟

مثال کے طور پر کل ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہل اور اَن پڑھ (معاذ اللہ) کہا جاتا رہا تو کیا یہ ضروری ہے کہ اس علمی دور میں بھی

اس جاہلی عقیدہ کو زندہ رکھا جائے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو اپنے بانی، مصلح، ہادی، اور ریفارمر کو ایسے واہی اور لغو طریقے سے یاد کرے بلکہ کوئی بیٹا اپنے باپ، کوئی خورد اپنے بزرگ، اور کوئی دوست اپنے دوست کے لئے یہ گوارا نہیں کرے گا کہ کوئی آدمی اُس کے باپ، بزرگ یا دوست کو جاہل اور اَن پڑھ کہے، چاہے وہ جاہل اور اَن پڑھ ہی کیوں نہ ہو۔ کمال تو یہ ہے کہ دنیا کے لوگ ہمارے نبی کریمؐ کو ایسا نہیں کہتے، اور اگر کسی نے اس قسم کی جسارت بھی کی تو صرف اس لئے کہ خود "غیرت مند" مسلمانوں نے دوسروں کو توہینِ رسالت کا یہ راستہ دکھایا۔

"بلا کشانِ اخلاص" ہادیٔ عالم کو جاہل اور اَن پڑھ کہہ کر بخیال خود اسلام کی عظیم خدمت انجام دیتے ہیں اور اپنے زعمِ ناقص میں ہادیٔ عالمؐ کو معاذ اللہ جاہل اور اَن پڑھ ثابت کر کے کئی ہزار شہیدوں کا ثواب حاصل کرتے ہیں اور جب اُن سے پوچھئے کہ آپ اپنے ہی رسولؐ کو ان مزخرفات سے کیوں یاد کرتے ہیں تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ قرآن کریم نے اُن کو "اُمّی" کہا ہے، اور اُمّی کے معنی جاہل اور اَن پڑھ کے ہوتے ہیں۔

بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا

نبیؐ عالم ہوتا ہے یا جاہل

پروردگارِ عالم کسی جاہل کو اپنا عظیم عہدۂ نبوت و رسالت مرحمت فرماسکتا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے قصصِ انبیاء کا مطالعہ کیجئے اور اگر وہاں کچھ دشواری محسوس کیجئے تو

توسیدھے قرآن کریم کے دروازہ پر دق الباب کیجیے۔ قرآن سے بہتر فیصلہ کون کرے گا۔

خلافت و نبوت کا پہلا اعلان ہوا دیے

جناب آدم علیہ السلام لفظوں میں۔ ملائکہ نے بظاہر اپنا استحقاق پیش کیا اگرچہ خداوند عالم نے "انی اعلم ما لا تعلمون پ ۱ ع ۴ (میں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے) کہہ کر خاموش کر دیا' عصمت مآب فرشتے بھی خاموش ہو گئے۔ مگر اللہ نے بات یہیں پر ختم نہیں کر دی بلکہ جناب آدمؑ کو زیور علم سے آراستہ کیا۔

وعلم آدم الاسماء کلھا پ ۱ ع ۴

"آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے"۔

اور جن اسماء کی تعلیم جناب آدمؑ کو دی گئی فرشتوں کو اس کی ہوا تک نہ لگی' اس طرح نبوت کی گھٹی میں علم داخل کر دیا گیا۔ نبوت کی سنگ بنیاد میں علم کو اساسی حیثیت عطا کر دی گئی۔ فرشتوں کو بھی تسلیم کر لینا پڑا' اور وہ سجدے میں گر پڑے۔

جناب خضر علیہ السلام بھی نبی ہیں اور اب

جناب خضر علیہ السلام تک زندہ ہیں' ان کے لئے قرآن مجید کا ارشاد ہے:۔

وعلمناہ من لدنا علما پ ۱۶ ع ۱

"ہم نے اسے علم لدنی (اپنے خاص علم) میں سے کچھ سکھایا تھا۔"

جب جناب موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے مجھ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں بنایا تو اللہ نے اُن کو حکم دیا کہ وہ جناب خضرؑ سے ملاقات کریں اور جب ملاقات ہوئی تو جناب موسیٰؑ کو محسوس ہوا کہ یہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس واقعہ کو پوری تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ بہر حال جناب موسیٰؑ بھی عالم تھے یہ اور بات ہے کہ جناب خضرؑ سے کم علم رکھتے تھے۔

آپ بھی نبیؑ تھے جس زمانہ میں قید و بند
جناب یوسف علیہ السلام کی زندگی گزار رہے تھے دو قیدی ان کے ہمراہ اور بھی تھے جنھوں نے خواب دیکھے اور خواب کی تعبیر جناب یوسفؑ سے دریافت کی۔ جناب یوسف نے خواب کی تعبیر بتائی اور فرمایا۔

ذٰلکما مما علمنی (پ ۱۲ ع ۵)

"یہ (تعبیر خواب بھی) منجملہ اُن باتوں کے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم فرمائی ہے۔"

جب جناب شموئیلؑ نے اپنی قوم سے
جناب طالوت علیہ السلام کہا کہ تم لوگ طالوت کی قیادت میں دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے جاؤ تو قوم نے جناب طالوتؑ کی قیادت پر زبانِ طعن دراز کی اور کہنے لگے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ ان کے پاس نہ روپے نہ پیسے، یہ ہمارے سید و سردار کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب قرآن نقل کرتا ہے:۔

"ان اللہ اصطفٰہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم" پ۲ ع۱۶

"اللہ نے انھیں تم پر فضیلت دی ہے اور (مال میں نہ سہی مگر) علم و جسم کا پھیلاؤ تو اُن کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے۔"

جناب عیسیٰ علیہ السّلام ہمارے نبی کریمؐ سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب عیسیٰؑ پر کیئے جانے والے احسانات کے سلسلے میں فرماتا ہے:۔

"واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔" پ۷ ع۵

"اور جب ہم نے تمھیں لکھنا اور عقل و دانائی کی باتیں اور توریت و انجیل (یہ سب چیزیں) سکھائیں۔"

جب بنی اسرائیل نے عفیفہ مریمؑ کی آغوش میں جناب عیسیٰؑ کو دیکھ کر زبانِ طعن دراز کی تو اُس موقع پر جناب عیسیٰؑ خاموش نہیں رہے طفولیت کی قید و بند کو توڑ کر آواز دی انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا

اس واقعہ سے صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ نبوت و عصمت کا بچپنا عام بچوں کی طرح نہیں ہوتا اور النبی نبی ولوکان صبیًا (نبی بہرحال نبی ہوتا ہے ولو وہ بچہ ہو) کی حقیقت ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس امر کی بھی تصدیق ہوگئی کہ علم نبوت کی گھٹی میں ہی شامل ہوتا ہے اسی لئے جناب

عیسیٰؑ نے صاحب کتاب ہونے کا دعویٰ پہلے اور نبی ہونے کا اعلان بعد میں کیا ہے۔

کس شخص کے منہ میں

کیا انبیاءؑ کو بھی جاہل کہا جا سکتا ہے؟ زبان ہے کہ وہ انبیائے ماسبق کو جاہل یا ان پڑھ کہہ سکے، صد حیف انبیاءؑ کے ماسبق کو جاہل نہیں کہا جا سکتا لیکن یہی مسلمان کس دلیری اور جرأت سے مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہل اور ان پڑھ (معاذ اللہ) کہتے میں فخر محسوس کرتا ہے ـــ دوسرے انبیاء ومرسلینؑ کو اللہ تعالیٰ علم دے اور سید الانبیاءؐ فخر المرسلینؐ کو معاذ اللہ جاہل اور ان پڑھ رکھے کوئی عقل اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے؟

پھر یہ بھی تو سوچئے کہ جب تک ملائکہ پر جناب آدمؑ کی علمی برتری کا اظہار نہ ہو گیا اُس وقت تک فرشتے جناب آدمؑ کی نیابت پر مطمئن نہیں ہوئے تو جب سارے انبیاءؑ عالم ہیں تو عالم انبیاءؑ کی قیادت بھلا ایک جاہل اور اُن پڑھ (معاذ اللہ) نبی کیسے کر سکتا ہے۔ کیا انبیاءؑ اور مرسلینؑ کو اعتراض نہ ہو گا، اور اگر اعتراض نہ بھی ہو تو خود پروردگار عالم سے بھلا اس امر کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ علماء کا سید و سردار بھی ان پڑھ کو بنا دے؟

"لا یعقلون" کی زد پر آنے والے مسلمان جنہوں نے عقل کو مستقل رخصت دے رکھی ہے ان کی سمجھ میں قرآن کیسے آ سکتا ہے، اُن کو تو

بس ایک لفظ اُمی مل گیا جیسے وہ اس وقت تک رٹتے جائیں گے جب تک اسلام کو بھرپیٹ بدنام نہ کرلیں۔

ہادیٔ عالم کو خدا نے سارے علوم کی تعلیم دے دی۔

قرآنِ مجید حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ہونے کی یوں شہادت دیتا ہے :-

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم پ ۵ ع ۱۴۔

"اور خدا ہی نے تو تم پر اپنی کتاب اور حکمت نازل کی اور جو باتیں تم نہ جانتے تھے تمھیں سکھا دیں۔"

اس قدر صاف اور صریح بیان کے بعد بھی مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیاذاً باللہ جاہل اور اَن پڑھ کہنا یقیناً شانِ رسالت میں گستاخی، بے ادبی اور خیرہ چشمی ہے۔

مسلمانوں کی ایذا رسانی

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کو جس قدر نقصان مسلمانوں کے ہاتھوں اٹھانا پڑا اس کا عشرِ عشیر بھی غیروں کے ذریعہ نہیں ہوا۔ مسلمانوں پر میں الزام نہیں عائد کرتا لیکن ایک حقیقت ہے جس سے چشم پوشی ممکن ہی نہیں ہے اور وہ یہ کو شعوری یا غیر شعوری طور پر جس قدر توہین و تذلیل کے سامان مسلمانوں نے فراہم کئے، نبی کریمؐ

کے دشمنوں نے نہیں کیئے۔

اسی مسئلے کو لے لیجئے دشمنوں کو بھی اس بات پر اصرار نہیں ہے کہ بانیٔ اسلامؐ معاذ اللہ جاہل یا اَن پڑھ تھے لیکن مسلمانوں کی یہی ضد ہے کہ بانیٔ اسلام کو جاہل اور اَن پڑھ ہی تسلیم کیا جائے۔ میں تو اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمان ہادیٔ عالمؐ سے کسی پرانی عداوت اور دشمنی کا بدلہ لے رہا ہے۔

اس سلسلے میں دو لطیفے ملاحظہ ہوں۔

نبیؐ کو فارسی آتی تھی؟ ملا جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ کی ملاقات سلمانؓ فارسی سے ہوئی تو سلمانؓ کی زبان آنحضرتؐ نہیں سمجھ پاتے تھے چنانچہ ایک ایسے شخص کو بلایا گیا جو عربی و فارسی دونوں جانتا تھا تاکہ ترجمہ کرکے بتائے۔ چنانچہ سلمانؓ نے یہودی کی مذمت کی مترجم چونکہ یہودی تھا اُس کو بُرا معلوم ہوا اور اُس نے ترجمہ محرف کرکے کہا کہ سلمانؓ آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ مگر جبرئیلؑ نے آکر سلمانؓ کی گفتگو سے آنحضرتؐ کو آگاہ کردیا اور پیغمبر اسلامؐ نے یہودی سے اُس کو دریافت کیا۔

"یہودی گفت ای محمدؐ چوں تو ایں میدانستی چرا مرا ترجمان ساختی گفت من نمی دانستم جبرئیل مرا تعلیم کرد" ص ۱۶

یہودی نے کہا:

"اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ یہ زبان جانتے

ہیں تو مجھ کو ترجمان کیوں بنایا؟"

آپ نے فرمایا:۔

"میں نہیں جانتا بلکہ جبرئیلؑ نے مجھے آکر بتایا۔"

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت

علمار دیوبند کی جسارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگیا۔

"آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے علمار مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔"

(براہین قاطعہ جمالی پریس دہلی صہ)

"سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

(خون کے آنسو صہ ۲۱۵)

۔ ان عبارتوں میں اس قدر زہر بھرا ہوا ہے کہ سارے زمانہ کے ایمان کو خراب کر سکتا ہے۔ اس زہر کا تریاق صرف یہ ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ وہ نبی کریمؐ کو ان کے اہل بیتؑ اور آل اطہار علیہم السلام سے سمجھے انشاءاللہ اس قسم کے لغویات سے ہمیشہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔

سکون و اطمینان کے ساتھ ڈھنگ سے آدمی اگر حق کی تلاش جاری رکھے تو اس کو کبھی مایوسیوں کا سامنا نہ ہو گا۔ اوپر میں نے جن دو اقتباسات کو پیش کیا اس میں دوسرا تو قطعی لغو ہے۔ یہ کسی رہزن دین وایمان کا ہذیان ہے، جس کو سوادِ اعظم کا ایک بہت بڑا طبقہ بھی ماننے سے انکار

کرتا ہے۔ لیکن ملّا جامی کی شواہد النبوۃ سے جو حوالہ میں نے پیش کیا وہ یہی تو ثابت کرتا ہے کہ ہادیٔ عالمؐ امّی محض تھے۔ یقیناً مرسل اعظمؐ کو جب صحابہ اور ازواج کے ذریعہ سمجھا جائے گا تو اس کا یہی حشر ہوگا، اس میں ان غریبوں کا کوئی قصور بھی نہیں ہے، جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی سمجھتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہادیٔ عالمؐ کو ان کی عترت طاہرہؑ اور اہل بیت کرامؑ سے سمجھا جائے۔ میں نے جب اس نظریہ سے شواہد النبوۃ کا مطالعہ شروع کیا تو "مقصود کے ہاتھ لگنے میں قطعی تاخیر نہیں ہوئی۔ جن ملا جامی نے اپنی کتاب کے صلا پر ایسی روایت لکھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو فارسی زبان آتی ہی نہیں تھی وہی ملّا جامی اپنی اسی کتاب شواہد النبوت کے ص۲۰۱ پر رقم طراز ہیں۔

ابو اسمٰعیل سندی گفتہ است

ملّا جامی کی روایت بقلم خود غلط بر رضا رضی اللہ عنہ در آمدم و یک کلمہ از عربی نمی دانستم۔ بروئے بلغت سند سلام گفتم وی بہماں لغت جواب داد بعد ازاں از وے سوالات کردم۔ بزبان سندی وی از ہمہ بہماں زبان جواب گفت۔ چوں بروں می آمدم گفتم من زبان عربی نمی دانم دعا کن تا خدائے تعالیٰ مرا بدانستن آں ملہم گرداند دست مبارک بر لب ہائے من می مالید فی الحال زبان عربی سخن گفتن آغاز کردم۔"

"ابو اسمٰعیل سندھی کا بیان ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ایک حرف بھی عربی سے واقف نہیں تھا۔

چنانچہ سندھی زبان میں سلام عرض کیا اور حضرت نے سندھی ہی زبان میں جواب سلام عنایت فرمایا۔ اس کے بعد میں نے اپنی ہی سندھی زبان میں کچھ سوال کیے جس کے جواب امامؑ نے میری ہی زبان میں دیئے۔ میں جس وقت چلنے لگا تو عرض کیا کہ عربی سے میں قطعی نابلد ہوں۔ دعا فرمائیے کہ خداوند عالم عربی کی لیاقت مجھ میں پیدا کر دے۔ آپ نے ہاتھ اُٹھایا اور میرے لبوں پر پھیرا اسی وقت میں عربی زبان میں گفتگو کرنے لگا۔"

جب امام رضا علیہ السلام بظاہر غیر مانوس سندھی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں اور ایک ناواقف عربیت کو اپنے روحانی کمال سے اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کر سکے تو عقل یہ کیسے باور کر سکتی ہے کہ حضرت رسول خداؐ کو فارسی زبان آتی نہ تھی اور اُن کو کسی ترجمان کی ضرورت محسوس ہوئی۔

میں ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ

نبیؐ کو سمجھنا ہے تو علیؑ کو پہچانو سرکارِ رسالتؐ کے علم و کمال کے سمجھانے کے لئے سرکار ولایت مآب حضرت علیؑ کو پیش کردوں جس مسلمانوں سے یہ بنیادی اور اُصولی غلطی سرزد ہوئی کہ بعد نبیؐ ان لوگوں نے نائب رسولؐ اُن کو سمجھ لیا جن کو "فضل خدا" سے علم سے کوئی تعلق کبھی نہیں رہا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان خود حضرت رسول خداؐ کو بھی (معاذ اللہ)

جاہل اور اَن پڑھ ثابت کرنے پر پل پڑے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو زمانہ کو جواب کیا دیتے جب وہ یہ سوال کرتا کہ عالم کا جانشین جاہل کیسے ہو سکتا ہے۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام جو خدا کے بعد صرف نبی کریمؐ کے "شاگرد" تھے۔ اُن کے کمالِ علم کا علمی جائزہ لیجئے، تاریخی تحلیل و تجزیہ کیجئے اور پھر انصاف و دیانت کی عدالت کے فیصلہ کو ناطق سمجھ کر قبول کیجئے۔

(۱) موجودہ علمی دنیا میں نہج البلاغہ جناب امیر علیہ السلام کے کمالِ علم و معرفت اور فکر و شعور کا سنگ میل ہے، اس کو پڑھنے کے بعد ہر منصف مزاج پکار اُٹھے گا "علیؑ"! آپ نے یقیناً صدفی صد دُرست فرمایا تھا۔

ینحدر عنی السیل و لا یرقی الی الطیر (نہج البلاغہ)

"مجھ سے (علم کا) آبشار گرتا ہے اور میری بلند منزلت تک طائرِ وہم و خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

کمالِ علم علیؑ: ملا صالح کشفی صوفی حنفی نے مناقب مرتضوی کے

---

[۱] ہمارا عقیدہ ہے کہ نبیؐ ہی کی طرح امامؑ کو بھی اللہ تعالیٰ زیورِ علم سے آراستہ کر کے اس دنیا میں بھیجتا ہے اور نبیؐ ہی کی طرح امام بھی دنیا میں آکر پڑھنے لکھنے کا محتاج نہیں ہوتا۔ کرار حسین

باب سلیوم میں جناب امیرؑ کے اقوال لکھے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۲) انا الذی عندی مفاتیح لا یعلمها بعد محمدؐ غیری (منقبت ۱)

"میں وہ ہوں کہ میرے پاس (غیب کی) کنجیاں ہیں۔ اُن کنجیوں کو حضرت محمد مصطفےٰؐ کے بعد میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا۔"

(۳) انا الذی عندہ علم الکتاب علی ماکان وما یکون (منقبت ۱۱)

"میں وہ ہوں جس کے پاس گزشتہ اور آئندہ کے مطابق کتاب خدا کا علم ہے"۔

(۴) انا الذی عندی الف کتاب من کتب الانبیاء (منقبت ۳۳)

"میں وہ شخص ہوں جس کے پاس انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں سے ہزار کتابیں موجود ہیں۔"

(۵) انا المتکلم بکل لغۃ فی الدنیا (منقبت ۳۴)

"میں ہوں وہ شخص جو دنیا کی ہر زبان میں کلام کرتا ہے۔"

(۶) قالت عائشہ ھو (علیؑ) اعلم الناس (مناقب خوارزمی ص۹۴)

"عائشہ کہتی ہیں۔ علی (علیہ السلام) تمام لوگوں سے زیادہ علم

رکھنے والے ہیں۔

(۷) عن ابن عباس قال خطبنا عمر فقال علی اقضانا

(مناقب خوارزمی ص۵۵)

"ابن عباس کہتے ہیں کہ عمر نے خطبہ میں کہا ہم میں بہترین جج علی (علیہ السلام) ہیں۔"

(۸) قال رسول اللہؐ انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد المدینۃ العلم فلیات الباب

(مناقب خوارزمی ص۴۹ و ریاض النضرہ جلد۲ ص۱۹۲ مصر)

" رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ جو شخص علمؑ کے شہر میں آنا چاہتا ہے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ دروازۂ علم پر آئے۔

(۹) "حضرت علیؑ اعلم ہیں" معاویہ کا اقرار خون کے پیاسے دشمن معاویہ بن ابی سفیان (ابنا بر مشہور) بھی حضرت علیؑ کے کمال علم کے معترف تھے چنانچہ کسی شخص نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا تو اُس نے کہا سل عنها علی بن ابی طالب فھو اعلم۔ "علیؑ سے جا کر اس مسئلہ کو پوچھو وہ بہت جاننے والے ہیں"۔

"مگر مجھے تو آپ ہی کا جواب پسند ہے" آنے والے نے غالباً خوشامدانہ انداز میں کہا۔

"کتنی بُری بات کہہ رہے ہو"۔ معاویہ نے اُس آنے والے کو ڈانٹ بتائی۔ اور پھر کہا:۔

"لقد کرهت رجلاً کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یغزره بالعلم غزراً۔"

"تم اُس شخص سے کراہت (ظاہر) کرتے ہو جسے رسولخداؐ نے یوں علم بھرایا ہے جس طرح طائر اپنے بچہ کو دانہ بھراتا ہے اور جس کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے علیؑ، تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔ — عمر ابن خطاب اپنی تمام مشکلوں میں اُنھیں سے مشکل کشائی چاہتے تھے۔ (ریاض النضرہ ج ۲ صـ۱۹۵ و صواعق محرقہ ابن حجر)

(۱۰) خود جناب امیر علیہ السلام

میرا علم رسولؐ کا عطیہ ہے

ارشاد فرماتے ہیں:۔

"سلونی قبل ان تفقدونی فانما بین الجوانح منی علم جم هذا اسفط العلم هذا لعاب رسول اللّٰہ هذا ما زقنی رسول اللّٰہ زقاً من غیر وحی اوحی الیّ فواللّٰہ لو ثنیت لی وسادة فجلست علیها لافتیت لاهل التوراة بتوراتهم ولاهل الانجیل بانجیلهم حتی ینطق اللّٰہ التوراة والانجیل

(مناقب خوارزمی صـ۵۵)

مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ میں تمھارے درمیان سے اُٹھ جاؤں

اس لئے کہ میرے دونوں پہلوؤں میں بے تھاہ علم موجزن ہے۔ یہ (رسولؐ کے علم کا) نچوڑ ہے اور آپ کا لعاب (علم) ہے۔ یہ وہ ہے جو مجھ کو بھرایا ہے رسولِ کبریاؐ نے جیسے طائر اپنے بچہ کو دانہ بھراتا ہے۔ یہ وحی نہیں ہے جو مجھ پر اتری ہو۔ واللہ! اگر مسندِ علم بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو توریت والوں کو توریت سے اور انجیل والوں کو انجیل سے جواب دوں یہاں تک کہ توریت و انجیل دونوں میری تصدیق میں بول پڑیں۔

معاویہ کا یہ کہنا کہ یغزوہ بالعلم غزدا (یعنی کثیر علم دیا جس طرح طائر اپنے بچہ کو دانہ بھراتا ہے) اسی کو جناب امیرؑ نے زقنی رسول اللہؐ زقاً فرمایا ہے۔ اسی طرح معاویہ کا یہ کہنا کہ "عمر تمام مشکلات میں حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے تو حضرت عمر

لولا علی لهلك عمر

"علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا" کے ستر بار اقرار کے علاوہ ایک مرتبہ اس طرح دعا فرماتے ہیں۔

(۱۱) اللھم لا تبقنی لمعضلة لیس لھا ابن

جناب عمر کی دعا ابی طالب حیاً (مناقب خوارزمی ص۵۸)

"میرے اللہ اس دن کے لئے مجھ کو باقی نہ رکھ جس دن مشکلیں ہوں اور مشکل کشا علیؑ زندہ نہ ہوں۔"

قارئینِ کرام! مجھے معاف فرمائیں گے تھوڑا وقت زیادہ ضرور

صرف ہوا لیکن ان حقائق کے پیش کرنے سے میرا مدعا یہ تھا کہ صاحبان عقل و فکر کو حقیقت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ علم نبیؐ کو سمجھنے سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ نبوت کے "شاگرد" حضرت علیؑ کے علم کا جائزہ لے لیا جائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام کا علمی پایہ کتنا بلند ہے، اتنا بلند کہ طائرِ ذہنِ انسانی تیز پروں کے باوجود ایوانِ عظمتِ علمِ علیؑ تک نہیں پہنچ پایا۔ سوچا جا سکتا ہے جب شاگرد کی علمی حیثیت یہ ہے تو علیؑ جیسے "شاگرد" کے استاد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیسے ہوں گے؟ جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرت کی "شاگردی" پر بجا طور سے ناز تھا۔ اکثر مواقع پر آپ اس کا اظہار فرمایا کرتے تھے، اس کے قبل جو روایتیں گزری ہیں اُن کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کے بعد حضرت علیؑ کا یہ اعلان پڑھیں۔ آپ فرماتے ہیں :-

اُستاد شاگرد کا محبوب مشغلہ

(۱۲) کنت اذا سألت رسول اللہ اعطانی و اذا سکت ابتدأنی (جامع ترمذی ص۲۱۶ ابواب المناقب علیؑ)

"جب میں رسولؐ سے پوچھتا تھا تو وہ جواب عنایت فرماتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو آنحضرتؐ خود سے پہل کرتے تھے۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ "شاگرد" اور اُستاد دونوں ہی کو علم سے خاص دلچسپی تھی، لیکن اس کے باوجود بابِ مدینۃ العلم حضرت علیؑ پھر بھی خاموش ہو جاتے لیکن شہرِ علم جناب ہادی عالمؐ علی مرتضیٰؑ

کو خاموش دیکھ کر خود بھی خاموش ہو جائیں ایسا نہیں تھا۔ بلکہ خود ہی "درس و تدریس، تعلیم و تعلم" کا آغاز فرما دیتے تھے، اسی لئے ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ:۔

(۱۳) علیؑ عیبۃ علمی

"علیؑ میرے علوم کا ظرف ہیں۔"

(جامع صغیر ص۶۵ و کنوز الحقائق ص۲)

کتب تاریخ و سیر، تفاسیر و احادیث، رجال و علم کلام، فضائل و مناقب، فلسفہ، و منطق جناب امیرؑ کے علمی کمالات سے بھری پڑی ہیں۔ یہ حقیقت اتنی واضح اور ظاہر ہے کہ اس سے کسی کافر کو بھی انکار کرنے کی طاقت نہیں ہے۔۔۔۔ علیؑ جیسے باب مدینۃ العلم "شاگرد" کی موجودگی میں اُن کے اُستاد حضرت محمد مصطفےٰ ص کو جاہل یا اَن پڑھ کہنا اپنے بے دین و بے عقل ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ہادیِ عالم ص کی علمی برتری کے متعلق علمائے ادب لکھتے ہیں:۔

"فقد کان صلی اللہ علیہ وسلم فی فصاحۃ قولہ وبلاغۃ لسانہ بالمحل الافضل والموضع الذی لا یجھل سلاسۃ طبع وبراعۃ منزع وایجاز مقطع وفصاحۃ لفظہ وجزالۃ قولہ وصحت معادن وقلت تکلف اوتی جوامع الکلم وخص

ببدائع الحکم وعلم السنۃ العرب یخاطب کل امۃ منہا بلسانہا ویحاورہا بلغتہا ویباریہا فی منزع بلاغتہا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصاحت قول و بلاغت لسان کے اعتبار سے افضل ترین محل پر فائز ہیں بلکہ آپ کی سلاست طبع اور بے نظیر و مافوق الطاقۃ اقتدار اور مختصر لیکن وہ "فصیح الفاظ" پُر مغز کلمات اور صحیح معانی پر مشتمل ہوتے اور ادائے مطلب میں کسی طرح تکلف نہ ہونے کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی ان خصوصیات سے کوئی بھی ناواقف نہیں۔ حضرتؐ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے اور بدائع الحکم کے ساتھ حضرتؐ مخصوص ہوئے۔ آپ جمیع السنۂ عرب سے واقف تھے اور ہر اُمت و قوم و قبیلہ سے اُسی کی زبان میں کلام فرماتے تھے اس طرح کہ بلاغت میں آپ سب سے بڑھے رہتے تھے۔

(المجمل فی تاریخ الادب العربی ص۷۴ طبع مصر منقول منہاج نہج البلاغہ ص۳۱)

ایسی فصاحت و بلاغت کے مالک انسان کو اگر جاہل اور ان پڑھ کہا جا سکتا ہے تو مجھے بتایا جائے کہ پھر عالم اور پڑھا لکھا کس کو کہا جائے گا۔ ہادیٔ عالم خود فرمایا کرتے تھے۔

اعطیت جوامع الکلم واختصرلی الکلام

نبیؐ جوامع الکلم تھے اختصارا۔

"مجھے اللہ نے تمام باتوں کا علم عنایت فرمایا ہے اور کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ معانی سمو دینے پر میں قادر ہوں۔"

آنحضرتؐ نے مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے فقروں میں زیادہ سے زیادہ معانی کو کس طرح سمو دیا ہے۔ علم معانی و بیان اور ادب کی کتابوں سے لے کر تفسیر و حدیث تک کی کتابوں میں انھیں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ فقرے خود شہادت دیں گے کہ ان کا خالق کوئی عظیم عالم ہی ہو سکتا ہے اور یہ کہ ان کے فقروں کے خالق کو جاہل و ان پڑھ کہنے والے خود علم و عقل سے کوسوں دور ہیں انھیں فکر و شعور اور عقل و خرد سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

ماکنت تتلوا

نبیؐ کیوں لکھنے پڑھنے سے پرہیز کرتے تھے۔

من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون (پ ۲۱۔ ع۱)

قرآن مجید کی ایک آیت جس کا تعلق اسی موضوع سے ہے یہ ہے "اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے نہ تم کوئی نوشتہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھا کرتے تھے اگر ایسا ہوتا تو یقیناً یہ خلافِ حق کام کرنے والے (یہودی) تمھاری نبوت میں شک کرنے لگتے۔

بانیِ اسلامؐ کی توہین و تذلیل کا بیڑہ اٹھانے والی قوم اس آیت کو

بھی آنحضرتؐ کے جاہل اور اَن پڑھ ہونے کے ثبوت کے سلسلے میں پیش کرتی ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ذرا دقتِ نظر سے کام لیا جائے تو وہ سامنے آجاتی ہے اس لئے کہ کسی ایسے شخص سے جو جاہل و اَن پڑھ ہو یہ کہنا کہ "پہلے تم کچھ پڑھتے نہ تھے، لکھتے نہ تھے" فضول بات ہے کیونکہ جو جاہل اور اَن پڑھ ہوگا وہ نہ کچھ پڑھ ہی سکتا ہے نہ لکھ ہی سکتا ہے تو اُس سے اس قسم کا خطاب حکمت کے خلاف ہے۔ خداوندِ عالم کا یہ خطاب کہ "قرآن مجید کے نزول سے پہلے نہ آپ کچھ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے" اس بات کا اعلان ہے کہ ہادیٔ عالم کے اندر پڑھنے اور لکھنے دونوں کی صلاحیتیں موجود تھیں، لیکن عمداً بربنائے مصلحت نہ آپ نے قبلِ نزولِ قرآن کچھ پڑھا اور نہ کچھ لکھا ــــ ایک نقطہ اور بھی قابلِ غور ہے اور وہ ہے "من قبلہ" یعنی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے" اس کا کھلا ہوا مفہوم کیا یہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے بعد پڑھ بھی سکتے ہیں لکھ بھی سکتے ہیں کیونکہ اب وہ مصلحت باقی نہیں رہی ــــ جو آیت حضورؐ کے جاہل اور اَن پڑھ ہونے کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے دراصل وہ حضورؐ کے عالم ہونے کی دلیل ہے لیکن اس کو بازاری ذہن نہیں سمجھ سکتے۔

فخرالدین رازی کی شہادت

اس آیۂ کریمہ کے سلسلے میں امام رازی ایک بھلی سی بات لکھتے ہیں:۔

"ان النبیؐ اذا کان قادرًا کاتبا کان یوجب کون

هذا الکلام کلامه فان کتبة الارض و قرائها لا یعذرون علیه لکن علی ذالک التقدیر یکون للمبطل وجه ارتیاب و علی ما هو علیه لا وجه لا رتیابه۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۹۸ طبع مصر ۱۳۲۴ھ)

"نبی کریم ؐ کے پڑھے لکھے ہونے سے یہ کب ضروری ہے کہ قرآن مجید آپ کا کلام ہو جائے اس لئے کہ تمام دنیا کے پڑھے لکھے ایسے کلام کے پیش کرنے پر قادر نہیں البتہ اگر (قبل نزول قرآن) اظہار کتابت و قرأت ہوتا تو ایک باطل پرست کے شبہ میں ڈالنے کی گنجائش ہوتی اور موجودہ صورت میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہی۔"

حقیقت بس اس قدر ہے کہ رسول خدا ؐ نزول قرآن سے قبل نہ کچھ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے کیونکہ کسی قدر باطل پرستوں کو گمراہی میں پڑے رہ جانے کا بہانہ ہاتھ لگ جاتا لہٰذا بر بنائے احتیاط اسی پر عمل کیا گیا لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلم معترضین و معاندین کے خوف سے ہم حقائق سے آنکھیں بند کر لیں، معجزات کا انکار کر دیں یا آنحضرت ؐ کو جاہل اور ان پڑھ تسلیم کر لیں۔ یقیناً ایسا کرنا اسلام و بانی اسلام ؐ سے محبت نہیں بلکہ عداوت اور دشمنی ہے۔

علامہ شبلی اسی خوف و دہشت کا شکار ہو گئے

مرعوب ذہنیت چنانچہ انھوں نے بحیرہ راہب سے آنحضرتؐ کی ملاقات والے واقعہ کا انکار کر دیا۔ ملاحظہ ہو سیرۃ النبی ج اول ص۱۳۱ حالانکہ اس واقعہ کو تمام مسلم و غیر مسلم مؤرخین نے نہایت شد و مد کے ساتھ لکھا ہے۔ اب علامہ شبلی سے کون پوچھے کہ ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلانے کے لئے آپ کے پاس کون سی دلیل ہے؟ بعینہ یہی چیز اُمّی کے مسئلہ میں پیدا ہو گئی ہے۔ ان لوگوں کو یہی خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر رسول خداؐ کو عالم مان لیں گے تو غیر مسلم معترضین کا جواب کیسے دیا جائے گا؟ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اپنی کمزوری اور ضعف کو دور کر کے معترضین کا دنداں شکن جواب دیتے مگر افسوس مسلمانوں کی عقل و دانش پر اپنے اندر طاقت و جرأت پیدا کرنے کے بجائے بڑی سادہ لوحی کے ساتھ آنحضرتؐ کے جاہل اور اَن پڑھ ہونے کو تسلیم کر لیا۔ یعنی جہادِ اکبر کیا۔

فاضل معاصر مولانا امام الدین رام نگری، پنڈت

انقلاب زمانہ گنگا پرشاد ایم۔اے، الٰہ آباد کے اعتراضات سے گھبرا کر کہتے ہیں:۔

"غیر مسلم معاندین کہتے ہیں کہ آنحضورؐ پڑھے لکھے تھے آپ نے عیسائی علماء کی صحبت میں تورات و انجیل کا مطالعہ کیا اسی کا حاصل قرآن ہے۔" (اخبار سرفراز ۱۲؍ جنوری ۶۹ء)

ملاحظہ کیجیے چرخ کج رفتار کا لایا ہوا انقلاب کہ غیر مسلم معاندین تو آنحضورؐ کو پڑھا لکھا سمجھتے ہیں۔ لیکن کلمہ خوان مسلمان ہادی عالمؐ کو جاہل و اَن پڑھ کہہ رہے ہیں اور ہم سے فریاد کی جا رہی ہے کہ "حضورؐ کو پڑھا لکھا ثابت کر کے ایک بڑا اقراری ثبوت معاندین کی تائید میں فراہم کر دیا۔"

بہر حال اس کا اقرار مولانا امام الدین صاحب کو بھی ہے کہ سرفراز کے شیعہ مضمون نگار نے ہادیِ عالمؐ کو پڑھا لکھا ثابت کر دیا۔ غیر مسلم معاندین کی تائید ہوتی ہے یا نہیں اس کو تو ہم بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے یہ دیکھ لیجیے کہ مسلم معاند کو اس بات کا اقرار ہے کہ "حضورؐ کو پڑھا لکھا ثابت کر کے" شیعہ مضمون نگار نے حقیقت کے چہرے سے جہل و تعصب کی نقاب ہٹا دی۔

فاضل معاصر شیعہ علماء کو چیلنج کرتے ہیں :-

"اپنے علماء سے کہیے اسلامی غیرت رکھتے ہوں تو مصابیح الاسلام کا جواب لکھیں"۔

ہماری عرضداشت محض اتنی ہے کہ آپ حضرات عقل سے کام لیں پھر معاندینِ اسلام میں اعتراض کی طاقت ہی نہیں رہ جائے گی لیکن جب سفاہت و نادانی سے کام لیا جائے گا تو ایک گنگا پرشاد کیا نہ معلوم کتنے پنڈت دھرمپال اور کالی پرشاد پیدا ہوں گے۔ شیعہ علماء کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ آپ حضرات کی صفائی پیش کرتے یا غیر مسلم

معاندین کی بکواس کا جواب دیتے رہیں اور جب واقعی وقت آجائے گا تو شیعہ علمار جوابات کا انبار بھی لگا دیں گے۔

اس حقیقت کے اظہار پر کہ ہادیٔ عالمؐ پڑھے لکھے تھے ہمیں فخر ہے۔ ہم آپ حضرات کی طرح ہرگز مرعوب ذہنیت کے مالک نہیں ہیں۔ اگر ہم حضورؐ کو پڑھا لکھا ثابت کریں گے تو یہ اسلام کی عظیم خدمت ہوگی اور قطعاً غیر مسلم معاندین ہمارے اس اقرار و اظہار اور اعلان سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

غیر مسلم معترض جو کہتا ہے کہ

غیر مسلم معاندین کے جوابات

آپ نے عیسائی علمار کی صحبت میں توریت و انجیل کا مطالعہ کیا اُسی کا حاصل قرآن ہے ہم اُس سے سوال کریں گے:۔

(۱) تاریخ سے اس بات کا ثبوت فراہم کیا جائے کہ ہادیٔ عالمؐ کن عیسائی علمار کی صحبت میں توریت و انجیل کا مطالعہ فرماتے تھے؟ اور ان عیسائی علمار کا مبلغ علم کیا تھا؟

(۲) قرآن مجید اگر توریت و انجیل ہی کا حاصل ہے تو پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ لائیے توریت و انجیل اور قرآن سے تقابلی مطالعہ کرکے دیکھئے ان کتابوں کے تعلیمات کیا ہیں اور قرآن مجید کے تعلیمات کیا ہیں؟

(۳) اگر قرآن انھیں سابقہ کتب کا حاصل مطالعہ ہے تو اس سے زیادہ تعجب خیز بات کیا ہوگی کہ تفصیل (سابقہ کتب کے تعلیمات) کو حاصل تفصیل (قرآن مجید) منسوخ کرکے خود کو ناسخ بتاتا ہے اور عیسائی

علماء یہ سب تماشا دیکھا کئے اور قطعی خاموش رہے۔ آخر کیوں؟

(۴) اگر توراۃ و انجیل میں یہ صلاحیت ہوتی کہ ان کے مطالعہ کا حاصل قرآن بن جاتا اور عیسائی علماء میں یہ لیاقت ہوتی کہ ان کے فیض صحبت سے فائدہ اٹھا کر کوئی خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کر سکتا۔۔۔ تو یہ غریب کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہ جاتے جبکہ انھیں کی کتابوں کے مطالعے سے قرآن تیار ہو گیا اور انھیں کی فیض صحبت سے (معاذ اللہ) آنحضرت میں نبوت کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ مگر عیسائی جماعت کے کسی آدمی کی زبان پر کبھی اس قسم کا کوئی ذکر تک نہیں آیا۔ انتہا یہ کہ مباہلہ کے میدان سے شکست خوردہ ہو کر عیسائی علماء رخصت ہو گئے مگر یہ نہ کہہ سکے کہ یہ سب کچھ ہمارا ہی دیا ہوا ہے۔ جزیہ کا دینا کیوں منظور کر لیا اور کچھ کہنے کی جرأت کیوں نہ ہوئی؟

(۵) قرآن مجید نے عرب کے فصحاء و بلغاء کو تین بار چیلنج کیا کہ میرا جواب لاؤ ـــــ پہلی بار اُس نے پورے قرآن کا جواب مانگا "فاتوا بمثل ھذا القرآن" اور قرآن نے سارے جن و انس کو للکارا کہ تم میرا جواب نہیں لا سکتے چاہے ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ" و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا" ـــــ اور جب ہر طرف سکوت نظر آیا تو اپنی تحدی میں تخفیف کر کے محض دس سورتوں کا جواب طلب کیا فاتوا بعشر سور مثلہ ـــــ اور تیسری مرتبہ تو محض ایک ہی سورہ کا جواب مانگا۔ "فاتوا بسورۃ من مثلہ" مگر تاریخ گواہ ہے کہ آج تک اس چیلنج کا جواب نہیں دیا گیا۔ کیا توراۃ و انجیل نے

بھی مثل قرآن کوئی چیلنج کیا تھا؟

(۶) اگر قرآن مجید تورات وانجیل ہی کا حاصل مطالعہ ہے تو ان کتابوں میں عیسیٰ کو ابن اللہ کیوں کہا اور قرآن مجید میں اس کی رد کیوں آئی ہے؟

(۷) وہ اُمور جن کا تعلق زمانۂ مستقبل سے تھا اور جن کے لئے قرآنِ مجید نے بیشتر پیشین گوئیاں کی تھیں مثلاً غلبت الروم فی ادنی الارض۔ قرآن مجید نے اس سورہ میں روم کے غلبہ کی قطعی پیشین گوئی کی تھی یا اسی طرح انا اعطینٰک الکوثر ۔ ۔ ۔ ۔ ان شانئک ھو الابتر۔ اس سورہ میں اللہ نے اپنے رسول کو کثرت نسل اور اُن کے دشمن جو آنحضرتؐ کو طعنہ دیتے تھے ۔۔ کے مقطوع النسل ہونے کی پیشین گوئی کی تھی۔ کیا یہ پیشین گوئیاں توریت وانجیل میں مرقوم تھیں اور کیا قرآن مجید کی ان پیشین گوئیوں کو تاریخ نے صحیح ثابت نہیں کیا؟

غرضکہ احکامِ قرآن مجید، تعلیماتِ اسلام، فرمودات الٰہی اور شریعت خاتم النبیینؐ یہ ساری چیزیں پہلے سے مختلف ہیں۔ ان اُمور کا جب عیسائی علماء کو علم ہی نہیں اور نہ یہ اُمور تورات وانجیل میں مرقوم ہیں تو آنحضرتؐ کس چیز کا مطالعہ کریں گے اور کس چیز کا خلاصہ تیار کریں گے؟ اس قسم کے اعتراضات تو تبھی کئے جاسکتے ہیں جب ساری دنیا سے عقلاء کا خاتمہ ہو جائے یا ساری دنیا پاگل اور سڑی ہو جائے۔

(۸) قرآن مجید اپنے کلام اللہ ہونے کی خود اپنے دامن میں دلیلیں رکھتا ہے، منجملہ ان دلیلوں کے ایک دلیل اس کی یہ ہے کہ ولو کان من

عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا پ ۵ ع ۸

اگر خدا کی سوا کسی اور کی طرف سے آیا ہوتا تو تم ضرور اس قرآن میں بڑے اختلاف پاتے۔

ذرا غور کیجیے، کہ مسلسل تیئس سال تک مختلف حالات میں نازل ہونے والا قرآن مجید شروع سے آخر تک اختلافات سے محفوظ و مامون رہا۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ ایک انسان طرح طرح کے صعوبات، مصائب، مشکلات اور آلام میں گرفتار رہنے کے باوجود اپنی تیار کردہ کتاب کو اس حسن و خوبی سے لکھتا گیا کہ کسی اختلاف و تضاد کو اس تیئس ۲۳ سال میں کہیں سے آنے کا راستہ نہ مل سکا — اگر ایسا ہے تو محمد مصطفےٰ کسی نبیؐ کا نہیں خدا کا نام ہے کیونکر انسانی تاریخ کسی ایسے کارنامہ سے یکسر خالی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم کے گفتار کے ہزار ہا لعل و گہر آج دنیا میں موجود ہیں لیکن جب بھی قرآن مجید کی آیتوں میں کسی حدیث رسولؐ کو شامل کرکے دیکھئے فوراً پتہ چل جائے گا کہ یہ فقرہ کلام خدا نہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ غیر تو غیر خود مختارِ کائنات بھی ایسے کلام کے پیش کرنے پر قادر نہ تھے کیونکہ قرآن خالق کا کلام ہے، مخلوق کا نہیں۔

(۹) سبعہ معلقہ پر جان دینے والے بہادر عرب، شکست خوردہ ہو گئے مگر ہمت نہ ہارے۔ بدر میں منہ کی کھائی تو احد میں آئے۔ احد سے جان بچا کر بھاگے تو خندق میں پورے عرب کو لے کر آئے یعنی آنحضرتؐ سے آخر تک۔

جنگ کرتے رہے۔ مگر قرآن مجید کا جواب لکھنے کی جرأت ان میں نہ پیدا ہو سکی۔ فصحاء و بلغاء عرب کا خاموش ہو جانا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ اب قرآن کا جواب قیامت کی صبح تک بھی ممکن نہیں ہے اور قرآن کے کلام خدا ہونے کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار دلیلیں موجود ہیں۔ ہمارے یہ کہنے سے کہ ہمارے نبی عالم بھتے قرآن مجید کے اعجاز میں ذرہ برابر فرق نہیں پیدا ہوتا اور نہ معاندین کو کسی قسم کی تائیدی قوت ملتی ہے ـــــ وہ موقع نزولِ قرآن سے پہلے تھا جو گزر چکا اور اللہ جو چاہتا تھا وہی ہوا چنانچہ آنحضرت سے لگ بھگ اٹھاسٹھ جنگوں کے لڑنے والے دشمنوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ قرآن مجید توراۃ و انجیل کا حاصل مطالعہ یا عیسائی علماء کی صحبت کا نتیجہ ہے۔ جن دشمنوں اور خون کے پیاسے درندوں کے روبرو قرآن نازل ہوتا رہا انھوں نے ہر طرح اسلام و بانیٔ اسلام کو ختم کرنے کی سو سو کوششیں کرلیں مگر اس قسم کی ہذیانی گفتگو کبھی نہیں کی لہٰذا اب کسی دشمن قرآن کو کم از کم اس طرح کا اعتراض زیب نہیں دیتا۔ پنڈت گنگا پرشاد صاحب کو بہر حال اتنا اقرار تو کرنا ہی پڑے گا کہ عرب کے جس ماحول میں قرآن نازل ہو رہا تھا اور جن لوگوں کے سامنے نازل ہو رہا تھا" وہ ماحول اور وہ لوگ اُن سے زیادہ عربی ادب اور فصاحت و بلاغت سے واقف تھے۔ وہ ماحول اور وہ افراد اس سلسلے میں ساری دنیا کے نمائندے سمجھے جائیں گے۔ اُن کی خاموشی اور اُن کی شکست ساری دنیا کی

خاموشی اور شکست ہے۔ اس قسم کے بہت سارے جوابات کے پشتارے موجود ہیں جو دنداں شکن، مسکت اور لاجواب ہیں، کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کو جاہل کہہ کر اسلام کا مذاق اڑایا جائے۔

مولانا امام الدین صاحب فرماتے ہیں

امام محمد باقرؑ کی حدیث کہ "اس سلسلے میں امام محمد باقرؑ کی حدیث حدیث نہیں، حضرت امام پر کھلا ہوا افترا ہے"

چونکہ یہ حدیث بخاری کی نہیں تفسیر برہان کی ہے۔ حدیث مدینہ سرکار کے کسی فرماں روا کی نہیں بلکہ امام محمد باقر علیہ السلام کی ہے، اس کے راوی ابوہریرہ نہیں محمد بن خالد برقی ہیں اس لئے مولانا امام الدین صاحب کو حق ہے کہ وہ اس حدیث کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں مگر انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے دنیا میں کسی پر افترا اور بہتان نہیں لگایا تو پھر اپنے معصوم امامؑ کے لئے ایسی جسارت کیسے کر سکتے ہیں یہ کام تو انھیں کے ہاں ہوتا رہا ہے۔ انھیں کو مبارک رہے، ہمارے ہاں معاویہ شاہی ٹکسال کی کوئی حدیث نہیں ہے ___ مولانا رام نگری کا یہ فرمان کہ ایسی بات حضرت امام سے منسوب کرنا ان کے علم و فہم کی کھلی ہوئی توہین ہے"

غالباً یہ "توہین" امام الدین صاحب کو ناگوار گزری ___ مولانا آپ کو امام محمد باقرؑ کے اسی علم و فہم کا واسطہ جس کی توہین آپ برداشت نہیں کر سکتے یہ فرما دیجئے کہ آنحضرتؐ کو جاہل اور ان پڑھ کہہ کر آپ حضرات سرکار رسالتؐ کی توہین کر رہے ہیں یا نہیں ہے یہ توہین ہم

مُسلمان کیسے برداشت کریں۔

مولانا! معاف فرمایئے۔ نبوت و امامت کی توہین کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی ہمارے نزدیک کفر ہے۔ حدیث آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو شیعہ مضمون نگار آپ کی سمجھ کا ذمہ دار کیوں ہونے لگا۔ حدیث کے فقرے یہ ہیں (ترجمہ)

"حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کا خیال کیا ہے؟ میں (سائل) نے عرض کی کہ لوگوں کا تو گمان یہ ہے کہ آپ لکھنا اور پڑھنا نہ جانتے تھے (یہ سُن کر) آپ نے فرمایا (ایسا کہنے والے) جھوٹے ہیں۔ خدا کی اُن پر لعنت ہو۔ بھلا یہ کہاں ممکن ہے کہ ایک اُمّی اور اَن پڑھ دوسروں کا معلّم ہو الخ"

(تفسیر البرہان)

کیا آپ اس فقرے کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس سے امام محمد باقرؑ کے علم و فہم کی (معاذ اللہ) چھپی یا کھلی ہوئی توہین ہوتی ہے؟۔ امام علیہ السلام نے اُن لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو آنحضرتؐ کو جاہل اور اَن پڑھ کہتے ہیں۔ اگر یہ لعنت آپ کے مزاج پر بار ہے تو توبہ کیجئے اور آئندہ سے امام محمد باقرؑ کے جدامجد کو ان توہین آمیز لفظوں کے ساتھ نہ یاد کیجئے گا۔ آپ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچ کر بتایئے اگر کوئی شخص آپ کو یا آپ کے والد ماجد کو جاہل اور اَن پڑھ کہے تو آپ کیا اُس کو دعائیں دیں گے؟

مولانا امام الدین فرماتے ہیں :۔

"ھوالذی بعث فی الامیین رسولا الخ

کیا اس آیت میں حضورؐ کے جس کتاب وحکمت کی تعلیم و تزکیہ کا ذکر ہے وہ بربنائے علم نوشت وخواند' یہ دلیل تو مار دں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے مثل ہے۔ دعویٰ اور دلیل میں کوئی مطابقت نہیں۔" (سرفراز ۲ر جنوری ۱۹۶۹ء)

تفسیر برہان کا بقیہ حصّہ یہ ہے :۔

(امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا) حالانکہ خداوند عالم محکم کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا ہی تو ہے کہ جس نے اُمیّین میں ایک ایسے رسولؐ کو مبعوث برسالت فرمایا کہ جو اُنھیں میں سے تھا جو کہ لوگوں کے روبرو آیاتِ خداوندی کی تلاوت کرتا، لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور لوگوں کو کتاب وحکمت کا درس دیتا ہے۔"

مطلب بالکل واضح ہے : جاہل شخص کتاب وحکمت کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ لیکن جب انسان نہ سمجھنے کی قسم کھا کر بیٹھا ہو تو اُس کو سمجھانا ممکن نہیں آئیے اسی مفہوم کو آپ کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کروں۔ مُنشی فاضل نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں کہ :۔

"قرآن حکیم عرفان ومعرفت کا سرچشمہ اور علم وحکمت

کا خزانہ ہے۔" (رحمتِ عالم ص۱۳۴)

"العلم والعمل به لا یکون الرجل حکیما حتی یجمعهما۔

علم اور اُس پر عمل کا نام حکمت ہے۔ کوئی شخص اُس وقت تک حکیم نہیں ہو سکتا جب تک عالم و عامل نہ ہو۔"

(رحمتِ عالم ص۱۳۵)

ہادیٔ عالم کا فریضۂ منصبی ہے :-

(۱) آیاتِ الٰہی کی تلاوت

(۲) تزکیۂ قلوب و

(۳) کتاب

(۴) حکمت کا درس دینا۔

جب آپ نے ہادیٔ عالمؐ کے لئے طے کر دیا کہ معاذ اللہ آپ جاہل اور اَن پڑھ تھے تو ایک جاہل اور اَن پڑھ بہر حال جاہل اور اَن پڑھ ہو گا، عالم نہ ہو گا اور جو عالم نہ ہو گا وہ قرآنِ حکیم جیسی کتاب جو عرفان و معرفت کا سرچشمہ اور علم و حکمت کا خزانہ ہے اُس کی تعلیم کیوں کر دے سکتا ہے اور جب آپ نے نبیٔ برحق کو معاذ اللہ جاہل کہہ دیا تو وہ عالم نہیں رہے اور جب عالم نہیں تو عامل کیسے ہوں گے؟ اور علم و عمل سے دور ہٹ کر حکمت کی تعلیم کیسے دے سکتے ہیں۔ تزکیۂ قلوب کیوں کر

فرمائیں گے؟

آپ سوال کرتے ہیں کہ "کیا اس آیت میں حضورؐ کے جس کتاب و حکمت کی تعلیم و تزکیہ کا ذکر ہے وہ بر بنائے علم نوشت و خواند ہے؟" ___ تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ جس کتاب و حکمت کی تعلیم و تزکیہ کا ذکر ہے وہ بر بنائے جہالت و غفلت؟ ___ معاف فرمائیے ہم ہرگز اس کے قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور آنحضرتؐ بغل میں بستہ دبا کر پڑھنے اور لکھنے جاتے تھے اور نہ ہم یہی کہتے ہیں کہ جاہلوں کو ہجے اور متن کی تعلیم کے ذریعہ حضورؐ قرآن و حدیث پڑھایا کرتے تھے ___ ہماری گزارش یہ ہے کہ قرآن مجید نے تبلیغ کی جن ذمہ داریوں کا بوجھ آنحضرتؐ پر عائد کیا ہے اُن ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کافی علم کی ضرورت ہے اور حضورؐ اللہ تعالیٰ کے جس عظیم منصب پر فائز تھے وہ منصب ہرگز کسی جاہل کو نہیں دیا جا سکتا اُس کے لئے عالم کی ضرورت ہے۔ اپنے نبیؐ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح تعلیم دی یہ آپ خدا سے پوچھئے اور حضورؐ نے جاہل انسانوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم کیوں کر دی اس کو اسلام کی تاریخ سے دریافت کیجئے۔ بہرحال ہمارے نبی کریمؐ عالم تھے۔ عقل و نقل شاہدین عادلین کی حیثیت سے ہماری ہم نوا ہیں۔ کاش اللہ نبیؐ کو جاہل اور اَن پڑھ کہنے والوں کو اتنی توفیق دیتا کہ وہ سوچ سکتے کہ ہمارے نبیؐ میں دنیا کا ہر کمال موجود تھا۔ اُن میں کوئی عیب اور نقص نہ تھا اور جہل کمال نہیں عیب و نقص ہے۔ جو لوگ سرورِ کائناتؐ کو (معاذ اللہ)

ناواقفِ نوشت وخواند کہتے ہیں وہ نبیِ کریمؐ کی ذاتِ ستودہ صفات میں عیب ونقص پیدا کرتے ہیں، جو اللہ اور اُس کے نبیؐ دونوں کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

مولانا امام الدین صاحب نہ گھٹنا ماریئے اور نہ آنکھ

خلاصۂ کلام - پھوڑیئے بلکہ اگر سوچ کر نہ لکھیئے تو لکھنے کے بعد سوچ لیا کیجیے کہ کیا لکھا ہے۔ آپ بخیال خود آنحضرتؐ کو ناواقفِ نوشت وخواند بھی قرار دیتے ہیں اور عالمِ کتاب وحکمت بھی۔ یہ بات آپ کی نظر میں بھی غیر اختلافی اور مسلم الثبوت ہوگی کہ آنحضرتؐ کو علم صرف خدا سے حاصل ہوا تھا لہٰذا اگر آپ ناواقفِ نوشت وخواند تھے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا نے اپنے کامل اور اکمل نبیؐ کو سارے علوم دیئے مگر نوشت وخواند کا علم نہیں دیا۔ کیا خدا خود بھی علم نوشت وخواند نہیں رکھتا یا ظرفِ نبیؐ دوسرے سارے علوم کا حامل ہو سکتا تھا مگر علم نوشت وخواند کو قبول کرنے کی آپ میں صلاحیت نہ تھی یا کوئی مصلحت تھی جس کے پیشِ نظر یہ علم نہیں دیا گیا۔ امید ہے کہ پہلی دو صورتوں کے قبول کرنے پر آپ قطعاً راضی نہ ہوں گے لہٰذا ضرورت ہے کہ آپ اس مصلحت کو بتانے کی کوشش کریں جس کی وجہ سے حضورؐ علم کے مذکورۂ بالا حصہ سے محروم رکھے گئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہودی اور عیسائی علم نوشت وخواند کے بعد حضورؐ پر یہ الزام لگا دیتے کہ آپ نے پرانی کتابوں کو سامنے رکھ کر نئے مذہب کی ایجاد وتدوین کی ہے اور سطحی

ذہن اُن کے پیدا کردہ اس شبہ میں گرفتار ہو جائے لہذا نبی ؐ کو الزام سے بچانے کے لیئے خدا نے نوشت و خواند کے علم سے آپ کو محروم رکھا۔ کیونکہ بقول آپ کے معاندین اسلام نے حضور ؐ پر یہ الزام لگایا اور آج بھی عیسائی مشن پرانا ڈھول پیٹ رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضور ؐ پر یہ الزام لگ کر رہا اور مفت میں آپ ناواقف نوشت و خواند بھی رکھے گئے — اور یہ صرف واہمہ ہے کہ حضور ؐ اگر لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے کہ اسلام قدیم کتابوں کے مطالعہ کے بعد نئے رد و بدل کا نتیجہ ہے کیونکہ حضور ؐ نے دنیا میں ایک حرف کی بھی تعلیم حاصل نہیں کی مگر علم و عقل، فکر و نظر کے ہر شعبہ پر اپنے خیالات کا ایسا عظیم، ضخیم، مفصل اور جامع اور حاوی ذخیرہ پیش کیا جس کے باعث جو آپ کو نبی نہیں مانتا وہ بھی آپ کو ممتاز عالم اور صاحب فکر و نظر ضرور مانتا ہے۔ بغیر تعلیم رسول ؐ کے پاس یہ علمی ذخیرہ کہاں سے آ گیا۔ اس سوال پر جو بھی ذرا سی توجہ کرے گا وہ یہ یقین کرنے پر اپنے کو مجبور پائے گا کہ اگر حضور ؐ عالم الغیب کے فرستادہ نہ ہوتے تو آپ کے پاس یہ علم نہ ہوتا غرض کہ آپ کا علم آپ کی رسالت کی دلیل ہے اور آپ کا دنیا میں کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا ہر شبہ کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔

پھر بھی اگر برائے بحث یہ مان ہی لیں کہ حضور ؐ کے لکھنے پڑھنے سے شبہ پیدا ہی ہو جاتا تو کیا آپ کو ناواقف نوشت و خواند رکھنے

کے بجائے یہ صورت بہتر نہ تھی کہ آپ نوشت و خواند کے عالم ہوتے مگر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اس صلاحیت کا عمومی اظہار نہ فرماتے تاکہ جاہلوں کو شبہہ کا مالیخولیا نہ ہوتا جب کہ تاریخی حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے جس کا مظاہرہ صلح نامہ حدیبیہ کی تحریر کے ردّ و بدل کے موقع پر فرمایا اور عہدِ ہادیٔ عالمؐ کا مسلمان آپ کی اس صلاحیت سے باخبر بھی تھا ورنہ وفات کے قریب کاغذ و قلم کے مطالبہ پر اس حیرت کا اظہار کرتا کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہیں تو لکھنے کے لئے کاغذ و قلم کیوں مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ حضورؐ نے لکھنے کے لئے کاغذ و قلم مانگا تھا نہ کہ لکھوانے کے لئے مگر حضورؐ عام طور سے خود نہیں لکھتے تھے۔ پڑھے لکھے کا خود لکھنا پڑھنا کب ضروری ہے، اور جو نہ لکھے پڑھے اُس کا جاہل ہونا کیسے طے کر دیا جائے؟ جب کہ آج سارے ممتاز علماء ادیب، حکام اور فرماں روا خود لکھنے پڑھنے کے بجائے دوسروں کو لکھوا دیتے ہیں اور پڑھوا کر سن لیتے ہیں۔

لطیف نکتہ لفظ اُمّی کی اصل وضع اُس شخص کے لئے ہوئی ہے جس نے نوشت و خواند کی تعلیم حاصل نہ کی ہو مگر چونکہ عموماً ایسے افراد جاہل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُمّی کے معنی جاہل کے ہو گئے لیکن معنی کی اس تبدیلی کے باوجود لفظ کی اصل وضع اپنی جگہ پر باقی رہتی ہے، جیسے خلیفہ کے معنی "سلطان بزرگ" کے ہو گئے ہیں جب کہ اصل معنی جانشین کے ہیں اور اصطلاحی معنی جانشین رسولؐ کے ہیں لیکن

خلافت بگڑتے بگڑتے جب کھلم کھلا بادشاہوں تک پہنچی تو خلیفہ کے معنی بادشاہ کے ہو گئے لیکن اس کے اصل معنی جانشین اور جانشین رسول کے ہی رہے۔

حضورؐ اُمی تھے یعنی دنیا میں کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر وہ اُمی تھے جس نے جہالت سے بھری دنیا کو علم سے بھر دیا جب کہ آپ سے پہلے آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد وہ لوگ اُمی تھے جنھوں نے تعلیم بھی حاصل نہیں کی تھی اور جاہل بھی تھے۔ جو اس لطیف نکتہ کی طرف متوجہ نہ ہو گا وہ نہ اُمی کے لقب کے معنی سمجھے گا نہ لقب دینے والے کی مصلحت کو سمجھے گا بلکہ اپنی جہالت کی بناء پر خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

آخر کلام میں ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جس سے ہر طالب حق کی تشفی ہو جائے گی کہ ہادیٔ عالمؐ یقیناً واقف نوشت وخواند تھے اس کے بعد بھی جو نہ مانے اس کا جواب صرف خاموشی ہے۔

تاریخی طور پر مسلّم ہے کہ حضرت علیؑ لکھتے بھی تھے

کانٹے کی بات پڑھتے بھی تھے اور یہ بھی تاریخی مسلمہ ہے کہ آپ نے ہادی عالمؐ کے ماسوا کسی سے بھی دنیا میں نہ ایک حرف سیکھا، نہ ایک حرف پڑھا۔ پھر سوال یہ ہے کہ اگر حضورؐ ناواقف نوشت وخواند تھے، تو حضرت علیؑ کو علم کتابت وقرأت کیسے اور کس سے حاصل ہوا؟ اگر خود بخود وجان گئے تھے تو آنحضرتؐ کیوں نہ خود بخود عالم نوشت وخواند

ہوں گے، اور اگر حضرت علیؓ نے کتابت و قرأت کا علم حاصل کیا تھا، تو سوائے رسولِ کریمؐ کے کسی دوسرے سے یہ علم حاصل نہیں کیا تھا، لہٰذا اگر حضورؐ کو ناواقفِ نوشت و خواند قرار دینا ہے تو وہ ساری کتابیں جن میں حضرت علیؓ کو عالمِ کتابت و قرأت لکھا ہے نذرِ آتش کرنا پڑیں گی اور وہ سارے حافظے بھی دھونا پڑیں گے جن میں حضرت علیؓ کے بارے میں یہ حقیقت محفوظ ہے، اور اگر ایسا کرنا نہ ممکن ہے نہ جائز ہے اور نہ مناسب ہے تو علیؓ کو عالمِ کتابت و قرأت ماننے سے پہلے آنحضرتؐ کو واقفِ نوشت و خواند ماننا پڑے گا۔

کربلا کے تعلیمات

۱- اس دنیا کی زندگی کو چند روزہ اور حیاتِ آخرت کو جاودانی سمجھو۔

۲- انسانیت کے اعلیٰ اقدار کی حفاظت اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لو۔

۳- خلقِ خدا کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد سے بلند تر قرار دو۔

۴- حق و صداقت کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار رہو۔

۵- اپنے دامن پر حمایتِ باطل کا دھبہ نہ آنے دو۔

۶- باطل کی مادی قوتوں سے کبھی مرعوب نہ ہو۔

۷- امن و امان کی حفاظت کے لئے آخری منزل تک

ہر ممکن سعی کرتے رہو۔

۸۔ جب تک باطل سے تصادم لازمی نہ ہو جائے خاموشی کے ساتھ اصلاح کی کوشش کرتے رہو۔

۹۔ اپنے میں اتنی قوتِ برداشت پیدا کرو کہ باطل ظلم کرتے کرتے تھک جائے اور تم پہاڑ کی طرح اپنے مسلک پر قائم رہو۔

۱۰۔ صرف خدا کا یقین ہی انسان کو حق کی حمایت میں بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار کر سکتا ہے۔

۱۱۔ اس کا یقین رکھو کہ نتیجۃً کامیابی اُن ہی کے لئے ہے جو حق پر قائم رہیں۔

۱۲۔ ایک دوسرے کو "حق" پر قائم رہنے کی وصیّت اور مصائب پر صبر کرنے کی تلقین کرتے رہو۔

۱۳۔ جب طاغوتی قوتوں سے ٹکراؤ لازمی ہو جائے
تو پھر تمھاری مثال " بُنیانٌ مَرصُوص " (سیسہ
پلائی ہوئی دیوار) کی سی ہونا چاہیئے۔

۱۴۔ دیکھو! "ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہتر ہے"

پبلشر: سید ابن حسین نقوی

حسینی فنڈ

امامیہ مشن لکھنؤ

اس فنڈ کے معطیان کو اُن کی رقم عطیہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک دوگنی قیمت کے رسائل "واقعۂ کربلا" سے متعلق اردو، ہندی یا انگریزی جس زبان میں مطلوب ہو محرم سے قبل ہی بذریعہ ریلوے پارسل یا رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کر دیئے جاتے ہیں اور وہ خود ہی اپنے وہاں "یوم عاشور" اس لٹریچر کو برادران وطن میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے وطنی بھائی بھی کربلا کی عظیم قربانیوں اور اُس کے پس منظر سے باخبر ہو کر اسلام حقیقی سے متعارف ہو رہے ہیں۔

تمام برادران ایمانی کا فریضہ ہے کہ اس اہم دینی مقصد کے سلسلے میں "حسینی فنڈ" میں اپنے گرانقدر عطایا سے امداد فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور ہوں۔ اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ